7

کسی بد دیانت اور دروغ گو کو جماعت احمدیہ میں نہیں رہنے دیا جائے گا

(فرمودہ 16 فروری 1945ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مذہب صرف عقیدہ کا ہی نام نہیں عمل کا بھی نام ہے اور اعمال کچھ شخصی ہوتے ہیں اور کچھ قومی ہوتے ہیں۔ یعنی کچھ اعمال ایسے ہوتے ہیں جن کا اثر افراد پر یا ان افراد کے اہل و عیال پر پڑتا ہے اور کچھ اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا اثر جا کے قوم پر پڑتا ہے۔ بعض جرائم ایسے ہیں کہ ان کو لوگوں نے ناواجب طور پر سب سے بڑا گناہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ ناواجب سے میری مراد یہ نہیں کہ وہ بُرے نہیں بلکہ میری مراد یہ ہے کہ وہ افعال سب سے بُرے نہیں۔ اور ان کی بُرائی بعض لحاظ سے اتنی خطرناک نہیں ہوتی جتنی کہ بعض اَور قسم کے افعال کی برائی خطرناک ہوتی ہے۔ مثلاً لوگوں میں قتل کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اور جہاں تک قتل کی برائی کا سوال ہے یہ صحیح ہے کہ یہ بہت بُرا فعل ہے لیکن قتل کے مقابلہ میں جھوٹ اور بد دیانتی کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ حالانکہ جھوٹ اور بد دیانتی ایسے افعال ہیں جو قتل سے کم نہیں۔

ہزاروں آدمی ایسے ہوں گے جو کہ ایک قاتل سزا یافتہ کے ساتھ جو اپنی سزا بھگت کر آیا ہو مثلاً اسے پھانسی کی سزا نہیں ملی بلکہ اور کوئی سزا قید وغیرہ بُھگت کر آیا ہے تو لوگ اس کے

ساتھ بیٹھنے اور اس کے ساتھ کھانے پینے میں کراہت محسوس کریں گے۔ حالانکہ اس سے پہلے اُسی منٹ میں ایک جھوٹ بولنے والے اور بددیانتی کرنے والے انسان کے گلے میں باہیں ڈالے اُس سے پیار اور محبت کا اظہار کر رہے ہوں گے۔ حالانکہ قاتل تو صرف ظالم ہے۔ مگر جھوٹا اور بددیانت آدمی ظالم بھی ہے اور کمینہ بھی ہے۔ اور پھر قتل ایسا جرم نہیں جو عام ہوتا ہے کیونکہ قتل میں آخر دوسرا انسان بھی تو اپنی حفاظت کرتا ہے سوائے اس کے کہ کوئی دھوکا سے قتل کر دے۔ دھوکا کے ساتھ کسی کو قتل کر دینا بہت کم ہوتا ہے۔ مثلاً زہر دے کر مار دینا یا حیلہ بہانہ سے قتل کر دینا۔ اس قسم کے قتل کم ہوتے ہیں۔ زیادہ تر اس قسم کے قتل ہوتے ہیں کہ دو آدمیوں میں لڑائی ہو گئی دونوں نے ایک دوسرے کو مارنے کے لئے لٹھ اٹھایا اور بسا اوقات دونوں کا منشاء نہیں ہوتا کہ دوسرے کو جان سے مار دیا جائے۔ بلکہ اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے کہ جب اس کے ہاتھ سے دوسرا مارا جائے تو یہ خود گھبرا جاتا ہے مگر باوجود اس کے طبائع اس کو زیادہ برا محسوس کرتی ہیں۔ حالانکہ نیت کے لحاظ سے بھی یہ صاف نیت تھا اس کا منشاء نہیں تھا کہ کسی کو قتل کر دے۔ لڑائی ہوئی اور اتفاقی طور پر اس سے قتل ہو گیا۔ مگر چونکہ اس کا لڑنا ثابت ہوتا ہے چونکہ اس کا لٹھ اٹھانا ثابت ہوتا ہے اور چونکہ اس کا مقابلہ کرنا اور مارنا ثابت ہوتا ہے اس لئے بنی نوع انسان یہ سمجھتے ہیں کہ اگرچہ اس نے دفاعی لڑائی لڑی لیکن یہ اس قتل کا ذمہ دار ہے۔ اس لئے لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں اور اس کے اس فعل کو بُرا مناتے ہیں۔ اس سے بھاگتے ہیں اور اس کے ساتھ مجلس میں بیٹھنے سے گھبراتے ہیں۔ سوائے ان چند لوگوں کے جو اسی ماحول میں پلتے ہیں یا خود قاتل ہوتے ہیں یا قاتل کے ساتھی ہوتے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر باقی عام لوگ قاتل سے گھبراتے ہیں۔ ذرا مجلس میں کسی کے متعلق کہہ دو کہ یہ شخص قاتل ہے اُس نے بالارادہ قتل کیا یا لڑائی لڑی اور اس لڑائی میں فلاں کو قتل کر دیا۔ تو تمام انگلیاں اس کی طرف اٹھنی شروع ہو جائیں گی اور کانوں میں کھسر پھسر شروع ہو جائے گی کہ اس نے قتل کیا تھا۔ اور ہر شخص اپنے آپ کو سمٹانے لگ جائے گا تاکہ وہ اس قاتل کے ساتھ چھُو کر گندہ نہ ہو جائے۔ مگر اس سے زیادہ مجرم وہ ہے جو جھوٹا ہے۔ اس سے زیادہ مجرم وہ ہے جو بددیانت ہے جو اس کی مجلس میں بیٹھتا ہے۔ اور یہ نہ صرف اس کی مجلس میں اس

کے ساتھ بیٹھتا اور اس کے ساتھ محبت اور پیار کرتا ہے بلکہ بسا اوقات اس کی مدد کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اسے کیا کہو گے؟ میں اگر اس کو زیادہ عام کروں تو تم میں سے بُہتوں کے لئے اس کا جواب دینا مشکل ہو جائے۔ مگر جو اِس وقت یہاں بیٹھے ہیں ان میں سے بیسیوں اور سینکڑوں ایسے ہوں گے جن کے دوست جھوٹ بولتے ہیں اور یہ ان کو برا نہیں مناتے بلکہ ان کو اگر اپنے دوست کے جھوٹ کا پتہ لگ جائے تو اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریں گے۔ خصوصاً لڑکوں میں یہ مرض بہت زیادہ ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بظاہر بڑے بڑے دیانتدار نظر آنے والے آدمی جب اپنے دوست کے متعلق گواہی دینے آئیں تو آئیں بائیں شائیں کر کے بات کو ٹالنے اور پردہ ڈالنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں۔ "جی بات دراصل یوں ہے"۔ اصل سوال کا جواب نہیں دیں گے اور کہیں گے پہلے آپ میری بات سن لیں۔ بات دراصل یوں ہے اور "بات یوں ہے" کہنے سے ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اصل بات معلوم نہ ہو سکے اور وہ ایک کہانی کے ریت کے میدان میں حقیقت کے دریا کو خشک کریں۔ براہ راست اور بِلاواسطہ سیدھے طور پر وہ ہاں یا نہ میں جواب نہیں دیں گے۔ پہلا فقرہ ان کا یہی ہو گا کہ "جی میں تہانوں گل دساں" (یعنی میں آپ کو اصل بات بتاؤں) یہ نہیں کہ جب اس سے پوچھا جائے کہ کیا فلاں شخص نے فلاں کو مارا؟ تو وہ اس کے جواب میں ہاں یا نہ کہے بلکہ اپنی گواہی کو ان الفاظ سے شروع کرے گا کہ "پہلے میرے کولوں گل سنو"۔ (یعنی پہلے میری بات سن لیں) اور یہ کہہ کر پھر لمبا قصہ شروع کر دے گا تا کہ اس لمبے قصہ میں اصل بات کو ضائع کر دے۔ وہ سیدھا جواب دینے کے لئے تیار نہیں ہو گا کہ ہاں یوں ہے یا یوں نہیں ہے۔ یہ تو سچے کا حال ہوتا ہے۔ اور جو جھوٹ بولنے والا ہوتا ہے وہ تو صاف جھوٹ بول دیتا ہے۔ حالانکہ کوئی قوم اُس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے اندر سچائی پیدا نہ ہو اور جب تک اس کے اندر دیانت پیدا نہ ہو۔ سچائی اور دیانت کے بغیر ہرگز کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ہزاروں عیبوں میں سے جو عیب چُنا ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ بد دیانت ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم کسی یہودی کے پاس اپنا روپیہ رکھو تو جب تک تم اُس کے سر پر کھڑے رہو اُس وقت تک وہ اقرار کرے گا کہ ہاں تمہارا روپیہ میرے پاس ہے۔ ذرا

تم اُس سے جدا ہوئے تو وہ اس کا انکار کر دے گا۔ 1 تو یہودیوں کے ہزاروں عیوب میں سے یہ عیب سب سے زیادہ نمایاں ہے کہ ان کے اندر بد دیانتی پائی جاتی ہے۔ باقی تمام عیوب اس کے ماتحت آجاتے ہیں۔

پس جب کسی قوم میں بد دیانت لوگ پیدا ہو جائیں تو اُس قوم پر کبھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بد دیانتی ہی کی وجہ سے ہے کہ ہر قوم یہودیوں سے آنکھ چُراتی ہے۔ انگریز بظاہر یہودیوں کی جلاوطنی سے چِڑتے ہیں مگر خود انگلستان میں زبردست سوسائیٹیاں بنی ہوئی ہیں کہ یہودیوں کو ملک سے نکال دینا چاہئے۔ کیونکہ یہ بد دیانت اور جھوٹ بولنے والے لوگ ہیں۔ تو یہ بد دیانتی اور جھوٹ ہی ہے جس کی وجہ سے قوم مغلوب ہوتی ہے۔ ہندوستان کی ساری بد قسمتی اور خرابی کی وجہ یہی ہے کہ ہندوستان کے لوگوں میں سچ نہیں پایا جاتا، دیانت اور امانت نہیں پائی جاتی۔ کسی ہندوستانی کے ہاتھ اگر کچھ روپیہ آجائے تو وہ یہی کوشش کرے گا کہ کسی طرح اسے کھا جاؤں اور یہ روپیہ واپس نہ جانے پائے۔ اکثر ہندوستانی گواہی میں جھوٹ بول جاتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ منافق کی علامت یہ ہے کہ اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔ وَ اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ جب بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔ 2 تو جو قوم منافق ہو وہ کبھی غالب ہو ہی نہیں سکتی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافق کو دوزخ کے ذلیل ترین مقام میں رکھا جائے گا۔ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ 3 فرمایا کہ دوزخ میں بھی جو سب سے نچلا درجہ ہے۔ منافق کو وہاں رکھا جائے گا۔ گویا خدا تعالیٰ منافقوں کے ساتھ کفار سے بھی سخت معاملہ کرے گا اور ان کو ذلیل ترین عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اس لئے کہ کافر کی وجہ سے تو کافر کو ہی نقصان پہنچتا ہے مگر منافق کی وجہ سے مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ ہندوستان کے لوگ شور مچاتے ہیں کہ انگریزوں نے ہمیں یہ نقصان پہنچایا اور وہ نقصان پہنچایا۔ انگریزوں نے بھلا ان کو کیا نقصان پہنچانا تھا۔ واقع یہ ہے کہ ہندوستان کی بڑی بھاری بد قسمتی یہی ہے کہ یہاں کے لوگوں کے اندر جھوٹ اور بد دیانتی پائی جاتی ہے۔ یہاں کی کوئی ایک چیز بھی معیار کے مطابق نہیں ہر چیز بے معیاری اور ہر چیز میں پردہ ہے۔ اگر کسی انگریز کی فرم میں چلے جاؤ تو وہ ناقص چیز نکال

کر الگ پھینک دے گا اور اچھی چیز آپ کے سامنے رکھے گا۔ اور بعض تو ایسے ہیں کہ سال کے بعد ناقص اور خراب چیزوں کو نکال کر باہر پھینک دیتے ہیں۔ مگر ایک ہندوستانی کٹے ہوئے تھان کو بڑے اہتمام سے لپیٹ لپاٹ کر ناقص حصہ چُھپا دے گا اور اچھا حصہ آپ کے سامنے رکھے گا۔ اور جب آپ اس کو گھر لا کر دیکھیں کہ وہ خراب ہے اور آپ اسے واپس کرنے جائیں تو وہ صاف انکار کر دے گا کہ میں نے تو آپ کو یہ نہیں دیا آپ کو غلطی لگتی ہے۔ شاید آپ نے کسی اور دکان سے خریدا ہو گا۔ اور اس بد دیانتی کی وجہ سے خوش ہو گا کہ میں نے اپنا ناقص مال چلا دیا۔

پس قومی تنزل کی بنیاد جھوٹ اور بد دیانتی ہے۔ جو قوم جھوٹ اور بد دیانتی کو مٹا نہیں سکتی اور اس کے باوجود وہ یہ سمجھتی ہے کہ اسے ترقی اور عزت حاصل ہو جائے گی تو اس کا یہ خیال ایسا خام خیال ہے جیسے ایک بچہ کا یہ خیال کہ وہ چاند کے پاس پہنچ جائے گا یا ستاروں کے پاس پہنچ جائے گا۔ جس طرح ایک بچہ کی چاند یا ستاروں تک پہنچنے کی خواہش ناکام رہتی ہے اور اس کی یہ مراد پوری نہیں ہو سکتی اِسی طرح وہ قوم جس کے اندر جھوٹ اور بد دیانتی پائی جاتی ہے اور اس کے باوجود وہ یہ امید رکھتی ہے کہ اسے ترقی اور عزت حاصل ہو گی اس کی یہ امید کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی اور کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منافق کی یہ دو علامتیں بیان فرمائی ہیں کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ بد دیانتی کرتا ہے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے۔ مگر ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ حال تھا کہ آپ کا دشمن بھی اقرار کرتا تھا کہ آپ جھوٹ نہیں بولتے۔ ایک تو کسی کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا اور ایک یہ کہ وہ سچائی کے لئے مشہور ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق یہی نہیں کہ دشمن یہ اقرار کرتا تھا کہ آپ جھوٹ نہیں بولتے بلکہ آپ سچائی کے لئے مشہور تھے اور یہ اُس وقت کی بات ہے جب آپ پر وحی نازل ہونا شروع نہیں ہوئی تھی۔ لوگوں کو آپ کی سچائی پر اِس قدر اعتبار تھا کہ جب آپ پر وحی نازل ہوئی کہ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو آپ نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر مکہ کے لوگوں کو بلانا شروع کیا۔ اونچا پہاڑ تو نہیں تھا پہاڑ

تو اُس علاقہ میں ہوتے ہی نہیں۔ ایک ٹیلہ تھا جس کا نام ابو قبیس ہے۔ اُس پر کھڑے ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ کے لوگوں کو بلانا شروع کیا کہ اے فلاں قبیلہ کے لوگو! ادھر آؤ اور اے فلاں قبیلہ کے لوگو! تم بھی ادھر آؤ۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت بڑا دشمن تم پر حملہ کرنے کے لئے جمع ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے ؟ اب بظاہر یہ بات ناممکن تھی اس لئے کہ اس ٹیلہ کے پیچھے میدان تھا جس میں کھڑی ہونے والی فوج نظر آسکتی تھی اور ہر دیکھنے والا شخص آکر بتا سکتا تھا کہ وہاں فوج کھڑی ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ اتنی بڑی فوج وہاں جمع ہو جہاں پانی وغیرہ کا بھی کوئی انتظام نہیں اور کسی کو نظر بھی نہ آئے۔ پس بظاہر یہ ناممکن تھا کہ اتنی بڑی فوج وہاں جمع ہو اور مکہ والوں کو اس کا علم نہ ہو۔ جیسے خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لشکر کا مکہ والوں کو پتہ لگ گیا تھا۔ اور پھر مکہ پر کسی کے حملہ کرنے کا خیال بھی ان لوگوں کے دل میں پیدا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ مکہ تمام عرب کے نزدیک ایک متبرک مقام تھا اور مذہبی طور پر لوگ اس کا احترام کرتے تھے اس لئے مکہ پر حملہ کرنے کا خیال بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کے لئے تیار کھڑا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے ؟ تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم مان لیں گے۔ گویا ان کو آپ کی سچائی پر اتنا اعتبار اور اتنا اعتماد تھا کہ انہوں نے کہا کہ اگر آپ اس قسم کی ناممکن بات بھی کہیں تو ہم اس کو رد نہیں کریں گے اور اسے مان لیں گے۔ مگر جس وقت آپ نے فرمایا کہ اگر تم کو مجھ پر اتنا اعتبار اور اتنا اعتماد ہے تو میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کام کے لئے مقرر فرمایا ہے کہ میں تمہیں متنبہ کر دوں کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اگر تم باز نہیں آؤ گے اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ گے تو وہ تمہیں عذاب دے گا۔ تو یہ سن کر وہ یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ بے چارہ پاگل ہو گیا ہے۔[4] تو جہاں تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صداقت کا سوال تھا مکہ والے باوجود اِس کے کہ وہ آپ کے دشمن تھے پھر بھی وہ آپ کی سچائی کا یہاں تک اقرار کرتے تھے کہ آپ کی طرف سے پیش ہونے والی ایک فرضی اور بظاہر ناممکن بات ماننے کے لئے بھی آمادگی کا اظہار کرتے تھے کہ

ہم ایسی ناممکن بات بھی مان لیں گے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ آپ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔

اِسی طرح قیصر روما نے جب ابوسفیان کو اپنے دربار میں بلا کر اُس سے پوچھا کہ کیا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور اس کے ساتھی جھوٹ بولتے ہیں اور کیا انہوں نے تمہارے ساتھ کبھی جھوٹا معاہدہ کیا ہے؟ تو ابوسفیان نے کہا کہ ان کے پچھلے افعال کے متعلق تو میں کوئی گرفت نہیں کر سکتا اب انہوں نے ایک معاہدہ کیا ہے دیکھیں وہ عہد شکنی کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔5 تو قیصر نے کہا آئندہ کا جانے دو۔ جب اس نے پیچھے تمہارے ساتھ عہد شکنی نہیں کی تو یہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ آئندہ بھی نہیں کرے گا۔

تو شدید سے شدید دشمن کو بھی جو آپ سے لڑائی کر رہا تھا یہ جرأت نہیں تھی کہ وہ آپ کے متعلق یہ کہے کہ آپ نے کبھی جھوٹ بولا۔ یا کوئی معاہدہ کیا اور اس میں عہد شکنی کی۔ یہی وہ چیز تھی کہ مسلمان جب کسی ملک میں بھی جاتے تو وہاں کے لوگ اُن کا اِس طرح استقبال کرتے کہ اپنے رشتہ داروں کا بھی اُس طرح استقبال نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ وہ قوم ہے جو جھوٹ نہیں بولتی، یہ وہ قوم ہے جو دیانتدار ہے اور یہ وہ قوم ہے کہ جب معاہدہ کرے تو اسے پورا کرتی ہے۔ دنیا تو آخر امن چاہتی ہے۔ اگر اسے حقیقی امن نصیب ہو جائے تو جس کے ذریعہ سے اسے امن نصیب ہو گا خواہ وہ اُس کا دشمن ہی ہو دنیا اُس کو مان لے گی۔

احمدی اپنے اپنے رنگ میں اخلاص دکھاتے رہے ہیں۔ ایک احمدی مغلا نام تھا۔ شروع شروع میں یہاں آکر بھی رہا ہے۔ نوجوان احمدی تھا۔ غالباً حضرت خلیفہ اول کے آخری زمانہ میں یا میرے شروع زمانہ میں احمدی ہوا تھا۔ جھنگ کا رہنے والا تھا۔ جب وہ احمدی ہو کر واپس گیا تو اس کے بھائیوں اور باپ نے اُس کی بہت مخالفت کی اور اسے مارا پیٹا۔ سارے علاقے نے کہہ دیا کہ یہ کافر ہو گیا ہے۔ مدتوں تک اُس پر ظلم ہوتے رہے۔ اس علاقہ میں جانوروں کی چوری کا عام رواج ہے۔ جیسے گوجرانوالہ اور گجرات میں بھی جانوروں کی چوری کو فن سمجھا جاتا ہے۔ ان علاقوں میں ایسی ایسی قومیں بھی ہیں جن میں یہ رواج ہے کہ اُس وقت تک لڑکے کے سر پر پگڑی نہیں پہنائی جاتی جب تک بھینس چُرا کر بہن کو نہ دے۔ گویا یہ بھی ان کے شرفاء کے اعلیٰ اخلاق میں سے ہے کہ وہ چوری کا فن جانتا ہو۔ چنانچہ گوجرانوالہ کے

ایک ڈپٹی کمشنر نے گورنمنٹ کو رپورٹ کی تھی کہ اس علاقہ میں ہر شخص چوری کرتا ہے اس لئے اس کو چوری کہنا درست ہی نہیں۔ ان لوگوں میں چوری کرنا ایک قومی رسم اور کھیل سمجھا جاتا ہے۔ جیسے کبڈی کھیلتے ہیں اور ایک دوسرے کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح ان علاقوں میں چوری بھی ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کے لئے ہوتی ہے اور اس کو ذلیل نہیں سمجھا جاتا۔ اگر کوئی بھینس چُرا لائے تو کہتے ہیں بہت اچھا کیا بڑی بہادری دکھائی۔ بہن کو جب تک بھائی چوری کی بھینس لا کر نہ دے اُس وقت تک اس کے سر پر پگڑی نہیں باندھتے۔ پھر دوسرے اس چوری کا پتہ بھی لگاتے ہیں اور کھوج کا ملکہ بھی ان میں پایا جاتا ہے۔ تو مغلا کے بھائی بھی ان امراض میں مبتلا تھے اور جانور چوری کر کے لاتے تھے۔ جن کی چوری ہوتی وہ بھی کھوج لگا کر وہاں پہنچ جاتے۔ لوگ ان کو جمع کر کے پوچھتے کہ یہ تمہارے پیچھے کھوج لائے ہیں کہ تم جانور چُرا کر لائے ہو۔ وہ قسمیں کھا دیتے کہ ہم تو نہیں لائے۔ اِس پر وہ کہتے کہ اچھا پھر مغلے سے پوچھو۔ اگر وہ کہہ دے کہ تم نہیں لائے تو ہم مان لیں گے۔ باپ اور بھائی مغلے سے کہتے کہ دیکھو! اگر تم سچی گواہی دو گے تو ہماری بہت ذلت ہو گی۔ تم ہماری خاطر کہہ دو کہ نہیں لائے ورنہ ہم تمہیں ماریں گے۔ وہ کہتا تم لائے تو تھے پھر میں کس طرح کہہ دوں کہ تم نہیں لائے۔ وہ کہتے لانے کا سوال نہیں، تم ہماری خاطر کہہ دو کہ نہیں لائے۔ وہ کہتا یہ تو میں نہیں کہوں گا۔ جب تمہیں معلوم ہے کہ میں سچی گواہی دوں گا تو پھر تم میری گواہی کیوں دلواتے ہو۔ وہ کہتے تمہارے بغیر وہ مانتے نہیں اور اسے مجبور کر کے لے جاتے۔ مجلس میں جا کر جب اُسے گواہی کے لئے پیش کرتے تو وہ کہہ دیتا کہ میں تو تمہارے نزدیک کافر ہوں تم کافر سے کیوں گواہی لیتے ہو؟ وہ کہتے ہو تو تم کافر لیکن بولتے سچ ہو اِس لئے اگر تم کہہ دو گے کہ تمہارے بھائی جانور چُرا کر نہیں لائے تو ہم واپس چلے جائیں گے۔ اور اگر کہہ دو گے کہ لائے ہیں تو پھر ان کو دینے پڑیں گے۔ پھر وہ جواب دیتا کہ میں تو تمہارے نزدیک کافر ہوں میں گواہی نہیں دینا چاہتا۔ آخر جب دونوں طرف سے اصرار ہوتا تو یہ کہہ دیتا کہ ہاں لائے تو تھے۔ بھینس والوں کو اُن کی بھینس مل جاتی اور اِس کو ڈنڈے پڑتے۔ یہ وہ نمونہ ہے جس کے ذریعہ غیر قوم بھی مرعوب ہو جاتی ہے۔ اب خواہ وہ اِس کو مارتے تھے لیکن جس مجلس میں یہ

ذکر ہوتا ہو گا کہ مغلا ہے تو کافر پر ہے بڑا سچا۔ تو اُس مجلس میں جتنی صادق روحیں اور نیک فطرتیں ہوں گی وہ یہی کہتی ہوں گی کہ کاش! یہ کفر ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

بعد از خدا بعشقِ محمّد مخمرم

گر کفر ایں بوَدْ بخدا سخت کافرم 6

کہ لوگ مجھے کافر کافر کہتے ہیں میرا قصور کیا ہے جس کی وجہ سے وہ مجھے کافر کہتے ہیں۔ مجھے تو یہی نظر آتا ہے کہ خدا کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بے انتہا طور پر میرے اندر پائی جاتی ہے۔ اگر وہ اِس کی وجہ سے مجھے کافر کہتے ہیں تو خدا کی قسم! میں سب سے بڑا کافر ہوں۔ اب جو راستباز اور صادق روحیں ہوں گی وہ تو یہی کہیں گی کہ اگر یہ کفر ہے اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عاشق کافر ہے تو خدایا! ہمیں بھی ایسا کافر بنا دے۔ کیونکہ سعید الفطرت انسان سمجھتے ہیں کہ روح کی صفائی اور پاکیزگی اور روحانی ترقی جب اسی میں ہے تو یہی چیز ہم چاہتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ گندی چیز ہمیں ملے۔ تو جب کسی انسان کے اندر سچائی اور دیانت پائی جائے تو دنیا خواہ اُس کے ساتھ کتنا ہی تعصب اور بُغض رکھے مگر اُس کو کوئی حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا اور کتنا ہی شدید سے شدید دشمن کیوں نہ ہو وہ اس چیز سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کے اندر ایسا اخلاص اور ایسا تقویٰ پیدا کر دیا تھا کہ ابتدائی ایام میں شدید سے شدید دشمن بھی اِس بات کو تسلیم کرتا تھا کہ اگر احمدی کسی بات کے متعلق گواہی دے گا تو ہم مان لیں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اور اگر ہم احمدی کے پاس امانت رکھیں گے تو وہ کبھی ضائع نہیں ہو گی۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ کبھی خیانت نہیں کرے گا۔

دلّی کا ایک مشہور خاندان ہے جو طب کی وجہ سے بہت مشہور ہے لیکن حق یہ ہے کہ اِتنی عزت انہوں نے اپنے شہر میں اس فن کی وجہ سے حاصل نہیں کی جتنی عزت کہ دیانت کی وجہ سے اس کو حاصل ہوئی۔ حکیم اجمل خان صاحب اسی خاندان میں سے تھے۔ یہ خاندان دیانت کی وجہ سے اتنا مشہور تھا کہ غدر کے موقع پر جب سخت گڑبڑ ہوئی تو لوگ وہاں سے

بھاگ گئے۔ کہا تو یہی جاتا ہے کہ انگریزوں نے ظلم نہیں کیا لیکن حق یہ ہے کہ اُس وقت انگریزی فوج نے لُوٹ مار اور قتل و غارت میں کوئی کمی نہیں کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلے ہندوستانیوں نے ان کے ساتھ برا سلوک کیا اور ان پر ظلم کئے جس کے بدلہ میں پھر انگریزوں نے کئی قسم کے مظالم توڑے۔ انہوں نے ضرور بدلہ لیا اور سخت لیا۔ ہم نے خود سنا ہے۔ غیروں سے کیا ہماری اپنی نانی جان مرحومہ سنایا کرتی تھیں کہ میری عمر اُس وقت آٹھ نو سال کی تھی۔ ہماری آنکھوں کے سامنے سپاہی ہمارے مکان کے اندر گھسے۔ اُس مکان کے اندر ہمارے والد کئی ماہ کے بیمار لیٹے ہوئے تھے جو غدر میں گھر سے بھی نہ نکلے تھے اور نہ نکل سکتے تھے۔ ایک شخص نے اُن کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ بھی غدر میں شامل تھا اور اس پر سپاہیوں نے ان کو مار دیا۔ پھر یہ بھی ہم نے سنا ہے کہ بعض بچوں کو ان کی ماؤں کے سامنے کِرَچِیں 7 اور برچھے مار مار کر مار دیا گیا۔ بے شک ابتدا میں ہندوستانیوں نے بھی انگریزوں سے ایسا ہی سلوک کیا تھا لیکن یہ کہ انگریزوں نے ان کے مقابلہ میں محبت کا نظارہ دکھایا یہ بالکل غلط ہے۔ انگریزی فوج نے بھی اس کے مقابلہ میں وہ وہ مظالم توڑے کہ ان واقعات کو سن کر دل بیٹھنے لگ جاتا ہے۔ بے تحاشا لوگ مارے جاتے تھے اور کُھلے بندوں لُوٹے جاتے تھے۔ سپاہی گھروں کے اندر گھس جاتے اور عورتوں کی بے حرمتی کرتے۔ اس لئے لوگ اپنی عورتیں اور بچے لے کر بھاگ رہے تھے کہ کسی طرح شہر سے نکل کر گاؤں میں پہنچ جائیں اور چُھپ جائیں۔ اُس وقت طبیبوں کا یہ خاندان جو دیانت میں مشہور ہے اس کے بزرگ اُس وقت مہاراجہ پٹیالہ کے طبیب تھے۔ چونکہ مہاراجہ پٹیالہ انگریزوں کے ساتھ تھے اس لئے انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ یہ ہمارے طبیب ہیں، ان کی ہمارے دل میں عزت ہے ان کے گھر کو نہ لُوٹا جائے۔ چنانچہ پٹیالہ کی فوج ان کے گھر کے پہرہ پر مقرر کر دی گئی تھی۔ اُس وقت جو لوگ بھاگ رہے تھے وہ ان کے دروازے کے آگے سے گزرتے تھے اور اپنے زیور اور روپوں کی پوٹلیاں ان کی ڈیوڑھی میں پھینک جاتے تھے۔ سینکڑوں لوگ ایسے تھے جنہوں نے دس دس سال بعد روپوں اور زیورات کی تھیلیاں ان کے ہاں سے آکر لیں۔ وہ پوٹلیاں جن کا کوئی گواہ نہ تھا، وہ پوٹلیاں جو کسی کے ہاتھ میں نہیں دی گئی تھیں دس دس سال بعد آکر ویسی کی ویسی لے

گئے۔ اس قسم کی امانت ہے جو لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ آج تک اس خاندان کی جو عظمت دلّی کے لوگوں کے دلوں میں ہے اور اس خاندان کا جو ادب و احترام لوگوں میں پایا جاتا ہے یہ خالی اِس بات کی وجہ سے نہیں کہ یہ بڑے طبیب ہیں بلکہ ساتھ ہی یہ ادب واحترام اس بات کی وجہ سے بھی ہے کہ ان کے خاندان نے ایک وقت دیانت کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا تھا۔ پس اعلیٰ درجہ کی دیانت کا جو نمونہ اِس خاندان نے دکھایا ہے اس کی وجہ سے اس خاندان کی عزت اور عظمت کم از کم پوتوں تک تو جائے گی۔ چاہے دیسی طب کا کوئی مخالف ہو اور چاہے ڈاکٹری علاج کرائے مگر دلّی کا رہنے والا اِس خاندان کی عظمت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اس نے اس خاندان کی دیانت اور شرافت کا حال سنا ہوا ہے۔ کچھ مدت کے بعد پھر خرابیاں شروع ہو جاتی ہیں اور لوگ بھول جاتے ہیں وہ اور بات ہے۔ کم از کم یہ اثر ان کے پوتوں تک تو جائے گا۔

پس دیانت اور سچائی ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے بغیر کسی قوم کا رعب قائم نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں میں امانت اور قول کی پاسداری اتنی شاندار تھی کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک قتل کا مقدمہ پیش ہوا اور قاتل کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا۔ جب اسے قتل کرنے لگے تو اُس نے کہا میرے پاس یتیموں کی امانتیں ہیں اگر میں مارا گیا تو بے چارے یتیم جن کی امانتیں میرے پاس جمع ہیں ساری عمر بھوکے مریں گے۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں ان کی امانتیں ان کے سپرد کر آؤں۔ تھا وہ بادیہ کا رہنے والا۔ قاضی نے کہا کہ تمہارا کوئی ضامن ہے کہ تم وقت پر پہنچ جاؤ گے اور اگر نہ آؤ تو ہم اسے پکڑیں؟ غالباً خود حضرت عمرؓ ہی کی مجلس تھی۔ اُس نے اِدھر اُدھر دیکھا اور حضرت ابوذر غفاریؓ پر اُس کی نظر پڑی اور کہا کہ یہ میرے ضامن ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اس کی ضمانت دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ چنانچہ اُس کو تاریخ دے دی گئی اور وہ چلا گیا۔ جب مقررہ دن آیا تو پھر مدعی بدلہ لینے کے لئے آموجود ہوئے۔ دوسرے لوگ بھی جمع ہو گئے۔ سزا کا جو وقت مقرر تھا وہ وقت قریب ہو رہا تھا۔ لیکن اس شخص کا کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ تب صحابہؓ میں گھبراہٹ شروع ہوئی کہ ایک مخلص صحابی مارا جائے گا کیونکہ وہ ضامن تھا۔ بعض نے پوچھا ابوذرؓ! جانتے ہو وہ تھا کون؟ اتنی دیر ہو گئی ابھی تک وہ آیا نہیں۔ انہوں نے جواب دیا مجھے نہیں پتہ کون تھا۔ لوگوں

نے حیران ہو کر پوچھا کہ تمہیں پتہ نہیں تھا کہ وہ کون ہے تو پھر تم نے ضمانت کیوں دی؟ ابوذرؓ نے کہا اس نے جو اتنے آدمیوں کا منہ دیکھ کر ان میں سے اپنی ضمانت کے لئے مجھے چُنا تو کیا میں اُس پر بے اعتباری کرتا؟ اُس نے مجھ پر اعتبار کیا میں نے بھی اُس پر اعتبار کیا۔ جب اس نے میرے متعلق یہ سمجھا کہ یہ وہ شخص ہے جو ایک اجنبی کی خاطر جان دے دے گا تو میں کس طرح اس کی بات کو رد کرتا۔ مَیں نے بھی ضمانت دے دی۔ جب مقررہ وقت آ گیا اور لوگ سمجھنے لگے کہ ضامن کو سزا دینے کے بغیر کوئی چارہ نہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سوار گھوڑا دَوڑاتا ہوا اتنا تیز آرہا ہے کہ گرد میں سوار کا پتہ نہ لگتا۔ وہ گرد قریب ہوتی گئی اور مجمع کے قریب آکر سوار گھوڑے پر سے اُترا۔ وہ اتنی تیزی سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آرہا تھا کہ جونہی اُس نے گھوڑے پر سے چھلانگ لگائی گھوڑا زمین پر گرا اور گرتے ہی دم توڑ دیا۔ یہ وہی شخص تھا جس کے لئے یہ دن قصاص کے لئے مقرر تھا۔ لوگوں کو یہ اطمینان ہو گیا کہ ابوذرؓ کی جان بچ گئی۔ کسی شخص نے اُس شخص سے پوچھا میاں! تم آ کس طرح گئے تمہارے متعلق تو معلوم ہوا ہے کہ یہاں کوئی تمہارا واقف ہی نہیں۔ ابوذرؓ جس نے تمہاری ضمانت دی تھی اِس کو بھی پتہ نہیں تھا کہ تم کون ہو۔ دوستی اور تعلقات کا آخر لحاظ اور شرم ہوتی ہے کہ کسی دن پکڑ لیں گے لیکن تمہیں تو کوئی جانتا ہی نہیں تھا تم کس طرح آ گئے؟ اُس نے آگے سے جواب دیا کہ ایک شخص جو مجھے جانتا ہی نہیں تھا اُس نے جب میری خاطر اپنی جان کی پروا نہ کی اور میری ضمانت دے دی تو کیا میں اتنا ہی بے حیا تھا کہ نہ آتا اور اس کی جان کی پروا نہ کرتا۔ مجھے آنے میں کچھ دیر ہو گئی اس لئے میں اتنی تیزی سے گھوڑا دَوڑاتا آرہا تھا کہ مجھے اس کی پروا نہیں تھی کہ گھوڑا بچتا ہے یا مرتا ہے۔ جب دونوں طرف کی شرافت کا یہ نظارہ مدعیوں نے دیکھا تو انہوں نے بھی آگے بڑھ کر کہہ دیا کہ ہم اپنا قصاص معاف کرتے ہیں، ہم بدلہ لینا نہیں چاہتے اِس کو معاف کیا جائے۔

یہ وہ شرافت تھی، یہ وہ ایمان تھا، یہ وہ سچائی اور یہ وہ دیانت تھی جس نے مسلمانوں کے نام کو بلند کیا اور ہمیشہ کے لئے دنیا میں ان کی عزت قائم کر دی۔ جو لوگ یہ نمونہ دکھاتے ہیں وہ قوم کو چار چاند لگا دیتے ہیں اور جو لوگ یہ نمونہ نہیں دکھاتے وہ قوم کا گلا کاٹنے والے ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ لوگوں کو یہ شبہ ہو گا کہ

جماعت کو ترقی کس طرح ہو گی اور اموال کس طرح آئیں گے لیکن مجھے یہ شبہ نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور خدا تعالیٰ ہی تبلیغ کے لئے جن جن سامانوں کی ضرورت ہے وہ سامان مہیا فرمائے گا۔ پس مجھے یہ فکر نہیں کہ اموال کہاں سے آئیں گے بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ کیا جماعت میں وہ لوگ ہوں گے یا نہیں ہوں گے جو دیانتداری سے اموال استعمال کریں۔ مجھے اس کے متعلق تو شبہ ہی نہیں کہ اموال کہاں سے آئیں گے۔ اموال بھیجنا خدا کا کام ہے اور خدا یہ کام ضرور کرے گا۔ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ جماعت اپنے فرض کو ادا نہیں کر سکے گی۔ کیونکہ ان اموال کو سنبھالنے کے لئے سچے اور دیانتدار آدمیوں کی ضرورت ہے جو ان اموال کو صحیح رنگ میں استعمال کرنے والے ہوں۔8 اور میں دیکھتا ہوں کہ آج جبکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اموال بڑھ رہے ہیں یہ کوڑھ کا مرض جماعت میں پیدا ہو رہا ہے۔ یہ ذلیل ترین مرض میں مبتلا کر دینے والے کیڑے جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اور دیانت کا وہ معیار اب بعض شخصوں میں نہیں رہا جو پہلے تھا۔ وہ معیار نہیں رہا جو ہونا چاہئے تھا۔ وہ معیار نہیں رہا جس سے قومی شرافت اور عزت پیدا ہوتی ہے اور وہ معیار نہیں رہا جس سے قومیں ترقی کرتی ہیں۔

بعض نوجوانوں کے ہاتھ میں اگر سلسلہ کا روپیہ آجائے جو سلسلہ کے ملازم ہیں تو وہ اس روپیہ کو بجائے سلسلہ کے کاموں پر خرچ کرنے کے اسے کھانے کی طرف دَوڑ پڑتے ہیں۔ سلسلہ کے ملازموں میں بھی بعض ایسے غداروں کا ثبوت ملا ہے۔ اور چندہ لینے والوں میں بھی بعض ایسے آدمیوں کا ثبوت ملا ہے جو دیانتداری سے کام نہیں لیتے۔ اگر طاعون کسی کے گھر کے پاس آجائے یا اُس کے گھر میں آجائے اور اس کے کسی عزیز کو طاعون ہو جائے تو جتنی گھبراہٹ اور جتنا خطرہ اُس سے ہوتا ہے اُس سے ہزاروں گُنا زیادہ اِس ذلیل ترین مرض سے خطرہ اور گھبراہٹ ہونی چاہیے۔ وہ طاعون تو ایک آدمی یا ایک گھر کو تباہ کرتی ہے لیکن یہ طاعون اتنی خطرناک ہے کہ ساری قوم کو تباہ کر دیتی ہے۔ جس طرح اُس طاعون کے چُوہوں کو بِلوں میں مارا جاتا ہے اِسی طرح جب تک تم اِس طاعون کے چُوہوں کو ان کے بِلوں میں روحانی طور پر نہیں مار دو گے اُس وقت تک یہ امید رکھنا کہ تم اس خطرناک اور ذلیل ترین مرض سے بچ جاؤ گے اور اُس وقت تک تمہارا یہ امید رکھنا کہ تم ترقی حاصل کر سکو گے اور کامیاب ہو جاؤ گے ایک موہوم امر ہے۔

پس ہماری جماعت کا کوئی فرد ایسا نہیں ہونا چاہیے جو جھوٹی گواہی دے اور جماعت کا کوئی فرد ایسا نہیں ہونا چاہیے جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ بددیانت ہے۔ میں نے اس پر غور کیا ہے اور غور کرنے کے بعد میں نے قطعی طور پر فیصلہ کیا ہے کہ اگر یہ ثابت ہو گیا کہ جماعت میں کوئی بددیانت ہے تو ایسے شخص کو جماعت میں نہیں رہنے دیا جائے گا۔ اور جس شخص کی بددیانتی ثابت ہو جائے گی اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔ اور اگر آئندہ کے لئے توبہ کرنے کی وجہ سے اُسے معاف کیا جائے گا تو اُسے سلسلہ کے کسی کام کا موقع ہرگز نہیں دیا جائے گا۔ اور جس طرح قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ جھوٹا الزام لگانے والے کی گواہی نہ لی جائے9 ایسے شخص کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اور سلسلہ اسے مجرم اور غدار تسلیم کرے گا۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ ہمارا رحم بعض دفعہ ایسے شخص کو پولیس کے حوالے نہ کرے اور اس کے متعلق انجمن میں ہی کارروائی کی جائے۔ مگر ایک شخص کے ساتھ رحم کرنے کے یہ معنے نہیں کہ قوم کی گردن پر چُھری پھیر دی جائے۔ اگر اُس پر ہمارا رحم اُسے پولیس کے حوالہ نہ کرنے سے گریز کرے گا تو ہمارا قوم پر رحم اسے جماعت سے خارج کرنے سے گریز نہیں کرے گا۔

پس اگر کوئی شخص بددیانتی کرے گا یا اس کا جھوٹ ثابت ہو جائے گا بچوں کی عقل چونکہ کم ہوتی ہے اس لئے ان کے بارہ میں یہ قاعدہ ہو گا کہ ان کا جو اہم جھوٹ پکڑا جائے۔ اس دونوں قسم کے لوگوں کو جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ ضروری ہو گا کہ اگر کوئی شخص کسی پر بددیانتی یا جھوٹ کا الزام لگاتا ہے تو اُس کو اپنا یہ دعویٰ قضاء میں ثابت کرنا پڑے گا۔ یہ نہیں کہ یونہی کسی کے متعلق کہہ دیا جائے کہ یہ بددیانت یا جھوٹا ہے بلکہ اس الزام کو ثابت کرنا ہو گا۔ مثلاً ایک شخص زید کا ملازم ہے اور زید آکر کہتا ہے کہ میرا یہ ملازم بددیانت ہے۔ تو اس کو قضاء میں اس کا بددیانت ہونا ثابت کرنا ہو گا۔ یا ایک شخص آکر کسی کے متعلق کہتا ہے کہ اس نے فلاں جھوٹ بولا۔ تو اس کو قضاء میں وہ جھوٹ ثابت کرنا ہو گا۔ اور جب قضائی طور پر اُس کا بددیانت یا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے گا تو پھر سلسلہ اُس کو یہ سزا دے گا کہ اسے جماعت سے خارج کر دے گا۔ اور اگر سزا کے بعد اسے معافی بھی دی جائے گی تو بعض شرطوں کے ساتھ دی جائے گی تا کہ ہر شخص کو معلوم ہو جائے کہ احمدی جھوٹ اور بددیانتی کو

برداشت نہیں کرتے اور کہ احمدی جھوٹ بولنے والے نہیں ہوتے۔ سچے احمدی بددیانت نہیں ہوتے۔ اگر ان میں سے کوئی ایسا فعل کرتا ہے تو وہ ظاہر کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ جماعت انہیں ایسی سزا دیتی ہے جس سے وہ ہمیشہ کے لئے مشہور ہو جاتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جماعت کے نوجوان اپنے اخلاق کو درست کرنے کی کوشش کریں گے اور میں امید کرتا ہوں کہ تم میں سے ہر فرد جھوٹ اور بددیانتی کو مٹانے کی کوشش کرے گا۔ جب تک ہم جھوٹ اور بددیانتی کو مٹانے میں کامیاب نہیں ہوں گے اُس وقت تک جماعت معیاری سکّہ پر پوری نہیں اُتر سکتی۔ معیاری سکّہ پر جماعت تبھی پوری اُتر سکتی ہے جب ساری کی ساری جماعت سچائی کے ساتھ مشہور ہو اور جب ساری کی ساری جماعت بددیانتی سے بکلی پاک ہو۔

خدام الاحمدیہ کا دعویٰ ہے کہ ہم خدمتِ خلق کرتے ہیں۔ الفضل میں چھپتا ہے کہ ہم نے خدمتِ خلق کا یہ کام کیا، فلاں کے کھیت کی منڈیر بنائی، فلاں کے کھیت کو پانی دیا اور فلاں کا کھیت کاٹا۔ بے شک وہ بھی خدمتِ خلق ہے لیکن یہ خدمتِ خلق نہایت ہی ضروری ہے۔ آیا خدام نے کبھی یہ خدمتِ خلق بھی کی ہے؟ میں ان کو اس خدمتِ خلق کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو غیر کی بھی خدمت ہے اور اپنی بھی خدمت ہے کہ سچائی اور دیانت قائم کی۔ میں نے بار بار خدام الاحمدیہ کو توجہ دلائی ہے مگر اِس وقت تک باوجود توجہ دلانے کے انہوں نے اخلاق کی درستی کی طرف توجہ نہیں کی۔ یہ کہ کسی کے کھیت کو پانی دے دیا یا منڈیریں بنا دیں اس سے کیا بنتا ہے۔ اصل کام تو قوم کے اندر سچائی اور دیانت کو قائم کرنا ہے۔ جب وہ اس چیز کو قائم کریں گے تو نہ صرف وہ ایک کھیت کو تباہ ہونے سے بچائیں گے بلکہ ہزاروں ہزار آدمیوں کو بچائیں گے جنہوں نے ان مکّاروں کا شکار ہونا تھا۔ آخر بددیانت آدمی اپنا روپیہ نہیں کھاتا دوسروں کا کھاتا ہے۔ اپنی بدنامی نہیں کرتا بلکہ ساری قوم کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔

پس قومی ترقیات تمام کی تمام دیانت اور سچائی کے ساتھ وابستہ ہیں اور جس قوم میں یہ دونوں چیزیں نہیں پائی جاتیں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ایک شخص کسی انگریزی فرم کو آرڈر دے کر گھر آ جاتا ہے اور اُسے کسی قسم کا خطرہ نہیں ہوتا۔ اور اگر وہ کسی ہندوستانی فرم کو آرڈر دے کر واپس آتا ہے تو اُس کا دل گھٹتا رہتا ہے کہ خبر نہیں پتھر یا کیا چیز بھیج دیں۔ اسی

بد دیانتی کی وجہ سے ہندوستان کی ترقی رُکی ہوئی ہے۔ جو دکاندار دیانتدار ہو گا اُس پر لوگ اعتبار کریں گے اور بغیر کسی فکر اور ہچکچاہٹ کے اس کو آرڈر دے آئیں گے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ کبھی ناقص چیز نہیں دے گا۔ پس قومی ترقی امانت اور دیانت کی شہرت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر تمام احمدی دیانتدار ہوں گے تو جہاں بھی کوئی احمدی دکاندار ہو گا لوگ اُس کے پاس جائیں گے کہ اس سے سودا اچھا ملتا ہے چلو اس کے پاس چلیں۔ اور کہیں گے کہ ہے تو کافر پر ہے دیانتدار۔ اور سب سودا لوگ اس سے خریدیں گے۔ لیکن اگر قادیان کا احمدی دکاندار بھی ایک من آٹے میں سیر بھر مٹی ملا دیتا ہے تو اس کے اندر وہ کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے لوگ احمدیت کی طرف توجہ کریں گے اور جو چیز اس کو دوسرے دکانداروں سے ممتاز کرنے والی ہے۔

میں نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر خدام کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ وہ اس کی نگرانی کریں۔ انہوں نے کچھ دن کام بھی کیا تھا مگر انہوں نے اس طرف پوری توجہ نہیں کی۔ اگر ہر خادم اس بات کا فیصلہ کر لے کہ میں نے بد دیانتی کو مٹانا ہے، اگر اس کا باپ دکاندار ہے تو باپ سے کہہ دے کہ تمہیں بد دیانتی نہیں کرنے دوں گا، اگر اس کے بھائی دکاندار ہیں تو بھائیوں سے کہہ دے کہ میں تمہیں بد دیانتی نہیں کرنے دوں گا، اگر اس کے دوست اور رشتہ دار دکاندار ہیں تو دوستوں اور رشتہ داروں سے کہہ دے کہ میں تمہیں بد دیانتی نہیں کرنے دوں گا، اگر اس کی بیوی دکان کرتی ہے تو بیوی سے کہہ دے کہ میں تمہیں بد دیانتی نہیں کرنے دوں گا اور اگر تم باز نہ آئے اور اصلاح نہ کی تو میں تمہارے خلاف گواہی دوں گا۔ تو مجھے امید ہے کہ اگر ہر خادم یہ فیصلہ کر لے تو ایک گھنٹہ کے اندر اندر اس عیب کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اگر تمہارا بھائی تاجر ہے اور وہ بد دیانتی کرتا ہے، اگر تمہارا باپ تاجر ہے اور وہ بد دیانتی کرتا ہے، اگر تمہاری ماں تاجر ہے اور وہ بد دیانتی کرتی ہے، اگر تمہاری بیوی تاجر ہے اور وہ بد دیانتی کرتی ہے تو یہ بد دیانتی اُسی وقت تک ہے جب تک ان کو یقین ہے کہ تم ان کی محبت کی خاطر ان کی رپورٹ نہیں کرو گے۔ لیکن جب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ تم ان کی محبت کی پروا نہیں کرو گے۔ اور تم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر وہ بد دیانتی سے باز نہ آئے تو تم اس کی رپورٹ کرو گے تو کیا ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرے منٹ میں بد دیانتی کریں؟ باپ کہے

گا بیٹا پچھلا جانے دو آئندہ میں کبھی بددیانتی نہیں کروں گا۔ بھائی کہے گا پچھلا معاف کر دو آج سے میں باز آیا۔ بیوی کہے گی یہ قصور معاف کر دو آئندہ یہ حرکت نہیں کروں گی۔ پس جب تم یہ تنبیہہ کر دو گے اور ایسے موقع پر ان کی محبت کو قربان کر دو گے تو تم دیکھو گے کہ ایک گھنٹہ کے اندر اندر بددیانتی مٹ جائے گی۔

پس قوم کی اصلاح تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ بیٹے کی اصلاح باپ کے ہاتھ میں ہے۔ باپ کی اصلاح بیٹے کے ہاتھ میں ہے۔ بھائی کی اصلاح بھائی کے ہاتھ میں ہے۔ بیوی کی اصلاح خاوند کے ہاتھ میں ہے اور ماں کی اصلاح بیٹوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم اس طریق کو استعمال کرو تو چند دن نہیں بلکہ ایک گھنٹہ کے اندر ساری قوم کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر تمہارا دوست دیکھتا ہے کہ وہ بددیانتی کرے گا تو تم اس پر پردہ ڈالو گے اور جھوٹ بولو گے تو تم اُس کو بھی غرق کرتے ہو اور آپ بھی غرق ہوتے ہو۔ کیا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ اس کی بددیانتی پکڑی جائے اور اس کی سزا میں اسے پانچ دس گالیاں یا دو چار تھپڑ پڑیں؟ یا تم اس کو پسند کرتے ہو کہ اس کو لاکھ سال تک جلتی ہوئی جہنم میں ڈال دیا جائے؟ اگر تم پسند نہیں کرتے کہ اس کو جہنم میں ڈالا جائے تو تمہارا دوست ان پانچ دس گالیوں یا دو چار تھپڑوں سے اگر بچنا بھی چاہتا ہو تو تمہارا فرض ہے کہ تم اس کو گھسیٹ کر لاؤ اور اسے تھپڑ اور گالیاں دلاؤ تا کہ اس کی سزا اسی دنیا میں ختم ہو جائے اور وہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ جائے۔ ہاں اگر تمہیں خدا پر ایمان نہیں، اگر تمہیں جزا سزا اور دوزخ پر اعتبار نہیں تو پھر بے شک تم اس شخص کو انسانوں کی سزا سے بچاؤ۔ کیونکہ تم سمجھتے ہو کہ خدا کی کوئی سزا نہیں۔ اس سے بچنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انسان کی سزا ہے اس سے میں بچاتا ہوں۔ پس ایسی بے ایمانی کی صورت میں ہی ہو سکتا ہے کہ تم اس کو سزا سے بچانے کی کوشش کرو۔ ورنہ قومی جرائم میں کسی کی رعایت کرنا خطرناک چیز ہے۔ ہاں فردی خرابی میں پردہ پوشی کرنا بے شک اعلیٰ صفت ہے۔ ایک ایسا جُرم ہے جس کا زید یا بکر سے تعلق ہے مثلاً زید سے کوئی غلطی ہوئی یا بکر سے کوئی غلطی ہوئی جس کا صرف ان کے ساتھ ہی تعلق ہے تو ہمارا فرض ہے کہ پردہ پوشی سے کام لیں۔ خدا تعالیٰ ان کے گناہ بھی معاف کرے اور ہمارے گناہ بھی معاف کرے۔ مگر ایسا جرم جو قوم کے اخلاق بگاڑنے والا ہے

اور جس کا اثر ساری قوم پر پڑتا ہے۔ ہر شخص جو اس کا ارتکاب کرتا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے اور ہر شخص جو اُس پر پردہ ڈالتا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے اور ہر وہ شخص جس کے دل میں اس جرم کو دور کرنے کی خواہش نہیں وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ پس آج سے تم یہ فیصلہ کر لو کہ جھوٹ اور بددیانتی کو مٹانا ہے۔ تم یہ کر کے دیکھ لو۔ اگر یہ دونوں چیزیں تم اپنے اندر پیدا کر لو گے تو تم دیکھو گے کہ شدید سے شدید دشمن بھی تمہاری تعریف کرنے پر مجبور ہو گا اور اپنی ضرورتوں کے موقع پر وہ تم پر اعتبار اور اعتماد کرے گا۔

پس میں جماعت کو آنے والے خطرہ سے جس کی الوصیت میں خبر دی گئی تھی آگاہ کرتا ہوں اور یہ نہیں کہ آگاہ کر دینے سے میں اپنے آپ کو اپنی ذمہ داری سے آزاد سمجھتا ہوں بلکہ جب تک مجھے خدا تعالیٰ توفیق دے میں اپنی اس ذمہ داری کو پورے طور پر ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور میرا ہی نہیں بلکہ تم میں سے ہر شخص کا فرض ہو گا کہ اس خطرہ سے آگاہ رہے جس کے متعلق آج سے سینتیس سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خبردار کیا تھا۔ اگر پھر بھی وہ چور تمہارے گھر میں گھس آئے تو تم سے زیادہ اَبْلَہ 10 کون ہو گا کہ خدا کے مامور نے سینتیس سال پہلے بتا دیا تھا کہ شیطان فلاں طرف سے آئے گا مگر پھر بھی تم نے احتیاط نہ کی اور اسے گھر میں گھسنے دیا۔ پس اب بھی تمہارا فرض ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ اور کمریں کَس لو اور قومی عزت کو بچانے اور قومی ناک کو بچانے کے لئے مجرموں اور غداروں کو نکال باہر کرو۔ خواہ وہ تمہارا باپ ہو، خواہ وہ تمہارا بھائی ہو، خواہ وہ تمہاری ماں ہو، خواہ وہ تمہاری بیوی ہو اور خواہ وہ تمہارا دوست ہو۔ اور کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ نیک نامی اور اعلیٰ اخلاق کے ساتھ ترقی کرے۔ یاد رکھو قومی اخلاق اُسی وقت غالب ہو سکتے ہیں جب قوم غالب ہو۔ اور جب احمدیت غالب آئے گی تو اُس وقت ہمارے یہ اخلاق کام نہیں آئیں گے جو آج میرے اندر یا تمہارے اندر پائے جاتے ہیں بلکہ وہ اخلاق کام آئیں گے اور اُن سے دنیا کی اصلاح ہو گی جو اُس وقت جماعت کے اندر پائے جاتے ہوں گے۔ میرے اندر جو اخلاق پائے جاتے ہیں اُس وقت یہ کام نہیں آئیں گے بلکہ اُس شخص کے اخلاق کام آئیں گے جو اُس وقت جماعت کے سر پر ہو گا۔ جب جماعت میں حکومت آئے گی کیونکہ یہ کام اُس نے کرنا ہے کہ ان اخلاق کو تمام دنیا پر

غالب کرے۔ میں تو واعظ ہوں سیاست میرے پاس نہیں، غلبہ مجھے حاصل نہیں، میرے پاس تو اتنی بھی طاقت نہیں جتنی کم سے کم اقلیّت کو حاصل ہے۔ ہندوستان میں سب سے چھوٹی مینارٹی (Minority) سکھوں کی ہے مجھے تو اتنی بھی طاقت حاصل نہیں جتنی کہ سکھوں کو حاصل ہے۔ تو میرے اندر کتنے ہی بلند اخلاق ہوں وہ دنیا کی اصلاح میں کام نہیں آسکتے۔ ہاں اس شخص کے اخلاق کام آئیں گے جو اُس وقت جماعت کے سر پر ہو گا جب جماعت کو غلبہ حاصل ہو گا۔ میں تو وعظ کرتا ہوں لیکن وعظ کیا قرآن مجید میں کم ہے؟ اچھے سے اچھا وعظ قرآن مجید میں موجود ہے، اچھے سے اچھا وعظ حدیث میں موجود ہے۔ اگر قرآن مجید اور حدیث کے وعظ نے کام نہ دیا تو میرا وعظ کیا کام دے گا۔ پس وہی اخلاق کام دیں گے جو اُس وقت جماعت میں ہوں گے جب جماعت کو غلبہ حاصل ہو گا اور جو اُس شخص میں پائے جائیں گے جو جماعت کے سر پر ہو گا۔ اس لئے اُس وقت تک اخلاق کی درستی کا کام کرتے جاؤ جب تک کہ جماعت کو غلبہ حاصل ہو۔ اگر اُس وقت تک تم برابر اخلاق کو درست رکھتے گئے تو جب غلبہ ملے گا وہ غلبہ نیکی کا ہو گا۔ پس جماعت کی حالت کم از کم اس وقت تک نیک ہونی چاہیے۔ جب تک یہ حالت قائم رہے گی اُس وقت تک جماعت بڑھتی جائے گی۔ اور جب یہ حالت نہ رہے اور خرابی پھیل جائے تو پھر ترقی رُک جاتی ہے۔ پھر کسی مامور کے ذریعہ سے ترقی حاصل ہو تو ہو اس جماعت کے اخلاق سے نہیں ہو سکتی۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ان اخلاق کو کم از کم اُس دن تک جاری رکھیں جس دن کہ احمدیت کو غلبہ حاصل ہو، تاکہ یہ اخلاق ساری دنیا میں جاری ہو جائیں اور دنیا تسلیم کرلے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر ان اخلاق کو جاری کیا۔ اگر آج ہم نے ان اخلاق کو مار دیا تو کل کو خراب اخلاق دنیا میں جاری ہوں گے اور جب جماعت میں حکومت آئے گی تو وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت نہیں ہو گی وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت نہیں ہو گی بلکہ وہ شیطان کی حکومت ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام اور ان کی جماعت کو اس لئے تو پیدا نہیں کیا کہ ان کے ذریعہ انسانوں کی گردنیں شیطان کے قبضہ میں چلی جائیں۔

پس ہمارا فرض ہے کہ اپنی قوم کے اخلاق کو درست رکھیں، اپنی اولادوں کے اخلاق

کو درست رکھیں، اور وہ آگے اپنی اولادوں کے اخلاق کو درست کرتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ یہ اخلاق رواج پا جائیں۔ اور جب احمدیت کا غلبہ ہو اور دنیا کی اصلاح کا کام احمدیت کے سپرد ہو تو احمدیت دنیا کے اخلاق درست کر دے۔ اور دنیا تسلیم کر لے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر شیطان کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کام کے لئے اگر ہماری راتوں کی نیندیں حرام ہو جائیں، ہمارے دنوں کا آرام اُڑ جائے اور ہمارے دلوں کا چین اور سکینت کھویا جائے تو یہ کوئی بڑی تکلیف نہیں بلکہ عین حق ہو گا جو ہم نے ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان بلاؤں سے ہمیں اس سے زیادہ نجات دے جتنی کہ طاعون اور ہیضہ سے بچنے کی بندے تمنا رکھتے ہیں۔ اٰمین" (الفضل مورخہ 22 فروری 1945ء)

1: وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا (آل عمران: 76)

2: بخاری کتاب الایمان باب علامات المنافق

3: النساء: 146

4: بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الشعراء باب وَ اَنْذِرْ (الخ)

5: بخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (الخ)

6: درثمین فارسی صفحہ 112 شائع کردہ سید عبدالحی شاہ صاحب

7: کِرَچِیں: ایک قسم کی لمبی تلوار

8: الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 319 (مفہوماً)

9: لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا (النور: 5)

10: اَبْلَہ: نادان۔ بیوقوف